3452-قیام رمضان کی فضیلت

سوال

رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

رمضان المبارک میں قیام اللیل کی فضیلت :

ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی رغبت دلایا کرتے ، لیکن انہیں عزیمت کے ساتھ حکم نہ دیتے ، پھر فرماتے :

"جس نے بھی رمضان المبارک میں ایمان اوراجروثواب کی بنا پر قیام کیا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف بخش دیے جاتے ہیں"

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو معاملہ اسی طرح تھا (یعنی تراویح باجماعت ادا نہیں کی جاتی تھیں) پھر ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی طرح رہا"

اور عمرو بن مرۃ الجھنی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قضاعۃ قبیلے کا ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ بتائیں کہ اگر میں یہ گواہی دوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ، اور آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں ، اور پانچ نمازیں ادا کروں ، اور ماہ رمضان کے روزے رکھوں ، اور رمضان کا قیام کروں ، اور زکاۃ ادا کروں تو ؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جو شخص بھی اس پر فوت ہوا تو وہ صدیقین اور شہداء میں سے ہے"

لیلۃ القدر اور اس کی تحدید :

2- رمضان المبارک کی راتوں میں افضل ترین رات لیلۃ القدر ہے ، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس نے بھی لیلۃ القدر کا ایمان اوراجروثواب کے ساتھ (اور پھر اسے وہ مل بھی گئی) لیلۃ القدر کا قیام کیا تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں"

3- لیلۃ القدر کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور اکثر احادیث اسی پر دلالت کرتی ہیں ، جن میں زر بن حبیش کی حدیث شامل ہے ، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا اور ان سے کہا گیا تھا : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما یہ کہتے ہیں کہ : جس نے سارا سال قیام کیا تو اسے لیلۃ القدر مل گئی !

تو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی کہنے لگے : اللہ ان پر رحم فرمائے انہوں نے چاہا ہے کہ لوگ بھروسہ ہی نہ کر بیٹھیں ، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں ، یقینا یہ رمضان المبارک میں ہے وہ استثناء کے متعلق حلف اٹھارہے تھے اور اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے ؟ یہ وہ رات ہے جس کا ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام

کرنے کا حکم دیا، یہ ستائیسویں کی رات ہے، اوراس کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ اس دن صبح سورج سفید ہوتا ہے، اس کی شعاع نہیں ہوتی"

اورانہوں نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کی"

اسے مسلم وغیرہ نے بیان کیا ہے.

باجماعت قیام اللیل کی مشروعیت :

4-رمضان المبارک میں باجماعت قیام کرنا مشروع اور جائز ہے، بلکہ یہ اکیلے ادا کرنے سے افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باجماعت ادا کیا، اوراس کی فضیلت بھی بیان فرمائی، جیسا کہ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث میں ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سارا ماہ کوئی قیام نہ کروایا، لیکن جب سات راتیں رہ گئیں تو ہمیں رات کے آخری حصہ میں قیام کروایا حتی کہ رات کا تیسرا حصہ بیت گیا، اور جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو ہمیں قیام نہ کروایا، اور جب پانچ تھیں تو ہمیں قیام کروایا حتی کہ رات کا آدھا حصہ بیت گیا، تو میں نے عرض کیا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم !اگر آپ ہمیں یہ پوری رات قیام کروا دیتے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب آدمی امام کے ساتھ نماز کرے حتی کہ امام چلا جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے"

اور جب چار راتیں باقی رہیں تو اس رات ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام نہ کروایا، اور جب تین رہ گئیں تو انہوں نے اپنی بیویوں اور گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا، اور اتنا قیام کروایا کہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہماری فلاح ہی نہ جائے، راوی کہتے ہیں : میں نے عرض کیا : فلاح کیا ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا : سحری، پھر اس کے بعد مہینہ کی باقی راتیں ہمیں قیان نہ کروایا"

یہ حدیث صحیح ہے، اور اصحاب السنن نے اسے روایت کیا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل کے ساتھ جماعت نہ کروانے کا سبب :

5- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کی باقی راتیں قیام اس لیے نہ کروایا کہ کہیں رمضان المبارک میں قیام اللیل فرض ہی نہ ہو جائے تو وہ اس کی ادائیگی سے عاجز آجائیں، جیسا کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث سے ثابت ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ خدشہ زائل ہو چکا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے شریعت مکمل کر دی ہے، تو اس طرح یہ معلوم یعنی قیام رمضان کی جماعت ترک کرنے کا معلوم زائل ہو چکا ہے، اور وہی سابقہ حکم قیام الیل کی مشرعیت قائم ہے، اور اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے زندہ کیا تھا، جیسا کہ بخاری وغیرہ میں موجود ہے.

عورتوں کے لیے جماعت کی مشروعیت :

6-قیام الیل میں عورتوں کا حاضر ہونا مشروع ہے، جیسا کہ ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کی سابقہ حدیث میں بیان ہوا ہے، بلکہ ان کے لیے خاص امام مقرر کرنا جائز ہے، جو کہ مردوں کے امام کے علاوہ ہو.

حدیث میں ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب لوگوں کو قیام اللیل پر جمع کیا تو انہوں نے مردوں کی امامت کے لیے ابی بن کعب کو اور عورتوں کی امامت کے لیے سلیمان بن ابی خیثمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مقرر کیا تھا.

عرفجہ الثقفی بیان کرتے ہیں کہ :

"علی بن ابی طالب لوگوں کو ماہ رمضان کے قیام کا حکم دیا کرتے تھے، اور مردوں کے لیے علیحدہ اور عورتوں کے لیے علیحدہ امام مقرر کرتے وہ بیان کرتے ہیں : تو میں عورتوں کا امام تھا "

میں کہتا ہوں : یہ تو اس وقت ہے جب مسجد بہت بڑی اور وسیع ہو تا کہ ایک امام دوسرے پر تشویش نہ کرے.

قیام اللیل میں رکعات کی تعداد :

7– اس کی گیارہ رکعات ہیں، اور ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرتے ہوئے ان گیارہ رکعات سے زائد ادا نہ کی جائیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہونے تک گیارہ رکعات سے زائد ادا نہیں کیں.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ فرمانے لگیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد ادا نہیں کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا فرماتے، اور آپ ان رکعات کے حسن اور لمبا ہونے کے بارہ میں کچھ نہ پوچھیں، پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے تو ان کے حسن اور لمبا ہونے کے متعلق کچھ نہ پوچھ، پھر آپ تین رکعت ادا فرماتے "

اسے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے.

8– اور اس کے لیے ان رکعات میں کمی کرنا جائز ہے، حتی کہ اگر صرف ایک وتر پر ہی اقتصار کر لے تو بھی جائز ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قول ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یہ ہے کہ : عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا گیا : رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے وتر ادا کیے کرتے تھے ؟

تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان تھا : آپ وتر چار اور تین پڑھا کرتے، اور چھ اور تین، اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھتے تھے، اور نہ ہی تیرہ رکعات سے زائد "

اسے ابوداود وغیرہ نے روایت کیا ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے :

"وتر حق ہے، تو جو چاہے پانچ وتر ادا کرے، اور جو چاہے تین وتر ادا کرے، اور جو چاہے ایک وتر ادا کرے "

قیام اللیل میں قرآت :

9– اور رمضان المبارک وغیرہ کے قیام اللیل میں قرآت کے مسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد نہیں لگائی کہ اس سے نہ تو زائد یا کم قرآت کی جا سکے، بلکہ قرآت لمبی اور چھوٹی ہونے کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآت مختلف ہوا کرتی تھی، بعض اوقات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المزمل کی مقدار جتنی قرآت کرتے جو کہ بیس آیات ہیں،

اور بعض اوقات پچاس آیات کی تلاوت کرتے ، اور آپ فرمایا کرتے تھے :

" جو شخص ایک رات میں سو آیات کے ساتھ قیام کرتا ہے اسے غافلین میں سے نہیں لکھا جائیگا "

اور ایک دوسری حدیث میں ہے : ... . دو سو آیات کے ساتھ ت واسے قیام کرنے والے مخلصوں میں لکھا جائیگا "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں سبع الطوال جو کہ سورۃ البقرۃ، آل عمران ، اور النساء ، اور المائدۃ، اور الانعام ، اور الاعراف اور التوبۃ کی قرآت کر کے قیام کیا ، حالانکہ آپ بیمار بھی تھے "

اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالی عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرنے والے قصہ میں یہ بیان ہوا ہے کہ : رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی رکعت میں البقرۃ، پھر النساء ، اور پھر آل عمران ، پڑھی ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بڑے آرام اور ٹھر ٹھر کر پڑھا کرتے تھے .

اور صحیح ترین سند سے ثابت ہے کہ جب عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگوں کا امام بنایا تو انہیں رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا ، ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سو سو آیات والی سورتیں پڑھا کرتے تھے ، حتی کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے قیام لمبا ہونے کی بنا پر لاٹھیوں پر سہارا لیتے ، اور وہ قیام سے تقریبا فجر کے قریب جا کر فارغ ہوتے .

اور یہ بھی صحیح ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رمضان المبارک میں قرآء حضرات کو بلایا ، اور ان میں سے سب سے تیز پڑھنے والے کو حکم دیا کہ وہ تیس آیات پڑھے ، اور متوسط پڑھنے والے کو پچیس آیات پڑھنے کا حکم دیا ، اور آہستہ پڑھنے والے کو بیس آیات پڑھنے کا کہا .

اس بنا پر اکیلا قیام کرنے والا شخص جتنا چاہے لمبا قیام کر سکتا ہے اور اسی طرح جو اس کے ساتھ موافق ہو وہ بھی لمبا قیام کر لے ، اور قیام جتنا لمبا ہوگا اتنا ہی افضل اور بہتر ہے ، لیکن وہ قیام لمبا کرنے میں مبالغہ نہ کرے کہ ساری رات ہی بیدار رہے ، بلکہ بعض اوقات ایسا کر سکتا ہے ، تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی ہو سکے جن کا فرمان یہ ہے :

" اور سب سے بہترین طریقہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے "

لیکن جب بطور امام قیام کروائے تو اسے اتنا لمبا کرنا چاہیے جو مقتدیوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو ، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" جب تم میں کوئی لوگوں کو قیام کروائے تو وہ نماز تخفیف کے ساتھ ادا کرے (یعنی ہلکی ادا کرے) کیونکہ ان میں بچے بھی ہیں ، اور بوڑھے بھی ، اور ان میں کمزور بھی ، اور بیمار و مریض ، اور ضرورتمند بھی ، اور جب وہ اکیلا قیام کرے تو جتنی چاہے نماز لمبی کرے "

قیام کا وقت :

10– قیام اللیل کا وقت نماز عشاء کے بعد سے لیکر فجر تک ہے ، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

" یقینا اللہ تعالی نے تمہارے لیے ایک نماز زائد کی ہے اور وہ وتر ہیں تو تم اسے نماز عشاء سے نماز فجر کے درمیان ادا کیا کرو "

11– اور پھر رات کے آخری حصہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے ، جس کے لیے اس میں آسانی ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں ادا کرے ، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جسے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہیں ہو سکے گا تو وہ رات کے شروع میں ہی وتر ادا کر لے، اور جو رات کے آخر میں بیدار ہونے کی امید رکھتا ہو وہ رات کے آخر میں وتر ادا کرے، کیونکہ رات کے آخر میں ادا کردہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور یہ افضل ہے"

12—اور جب رات کی ابتدا میں باجماعت قیام اور رات کے آخر میں اکیلے قیام کرنے کا معاملہ ہو تو پھر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ اس سے اس کے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھا جائیگا.

عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اسی پر تھا، چنانچہ عبد الرحمن بن عبید القاری کہتے ہیں :

"رمضان المبارک کی ایک رات میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز ادا کر رہے تھے، کہیں اکیلا شخص نماز ادا کر رہا تھا، تو اور کسی شخص کے پیچھے کچھ لوگ نماز ادا کر رہے تھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے :

اللہ کی قسم میرا خیال اور رائے ہے کہ اگر میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہے، پھر انہوں نے عزم کر لیا، اور سب لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کہا.

عبد الرحمن کہتے ہیں : پھر ایک اور رات میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے :

یہ طریقہ بہت اچھا ہے، اور جو لوگ سو رہے ہیں وہ قیام کرنے والوں سے افضل اور بہتر ہیں انکی مراد رات کا آخری حصہ تھی اور ان دنوں لوگ رات کے شروع میں قیام کرتے تھے"

اور زید بن وھب کہتے ہیں :

"رمضان المبارک میں ہمیں عبد اللہ نماز پڑھاتے تو وہ رات کو فارغ ہوتے"

13—اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین وتر اکھٹے ادا کرنے سے منع کیا تو فرمایا :

"اور مغرب کی نماز سے مشابہت مت کرو"

تو پھر تین وتر اکھٹے ادا کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اس مشابہت سے ضرور اجتناب کرے، اور یہ دو طرح سے ہو سکتا ہے :

پہلا طریقہ :

دو ادا کر کے سلام پھیر لے اور پھر ایک وتر ادا کرے، اور یہ طریقہ زیادہ قوی اور افضل ہے.

دوسرا طریقہ :

دو رکعت کے بعد تشہد نہ بیٹھے.

واللہ تعالی اعلم.

تین وتروں میں قرآت کرنا :

14– تین وتروں کی قرآت میں سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں .{سبح اسم ربک الاعلی}. اور دوسری رکعت میں .{قل یا ایھا الکافرون}. اور تیسری رکعت میں .{قل ھو اللہ احد}. اور بعض اوقات اس کے ساتھ .{قل اعوذ برب الفلق}. اور .{قل اعوذ برب الناس}. کا اضافہ کرلیا کرے .

اور یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے ایک بار وتر میں سورۃ النساء کی ایک سو آیات کی تلاوت فرمائی.

دعاء قنوت :

15– اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کے ساتھ قنوت کیا کرتے تھے جو انہوں نے اپنے نواسے حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما کو سکھائی تھی، اور وہ یہ ہے :

"اللھم اہدنی فیمن ہدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت ، وبارک لی فیما أعطیت ، وقنی شر ما قضیت ، فإنک تقضی ولا یقضی علیک ، وإنہ لا یذل من والیت ، ولا یعز من عادیت ، تبارکت ربنا وتعالیت ، لا منجا منک إلا إلیک "

اے اللہ مجھے ان لوگوں میں ہدایت دے جنہیں تو نے ہدایت دی ، اور مجھے ان میں عافیت دے جنہیں تو نے عافیت سے نوزا ، اور میرا اولی بن جن کا تو ولی بنا ، اور جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت عطا فرما ، اور مجھے اپنی بری تقدیر سے بچا کر رکھ ، کیونکہ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے ، اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ، یقینا جس کا تو دوست بن جائے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس کا تو دشمن بن جائے وہ کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتا ، ہمارے رب تو بابرکت ہے اور بلند وبالا ہے ، تیرے علاوہ کہیں اور ٹھکانہ نہیں "

اور بعض اوقات اس دعا کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد بھی پڑھے ، (اور مشروع اور صحیح دعاء میں سے کوئی اور دعا کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں) .

16– اور رکوع کے بعد قنوت کرنے میں کوئی حرج نہیں ، اور اس میں کفار پر لعنت کرنے ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور نصف رمضان کے بعد عام مسلمانوں کے لیے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اماموں سے اسکا ثبوت ملتا ہے عبد الرحمن القاری کی مندرجہ بالا حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ وہ یہ دعا کرتے تھے :

"اللھم قاتل الکفرۃ الذین یصدون عن سبیلک ، ویکذبون رسلک ، ولا یؤمنون بوعدک ، وخالف بین کلمتھم ، وألق فی قلوبھم الرعب ، وألق علیھم رجزک وعذابک ، إلہ الحق "

اے اللہ ان کافروں کو تباہ وبرباد کر دے جو تیری راہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں ، اور تیرے وعدے پر ایمان نہیں لاتے ، اور ان کے درمیان اختلاف پیدا کر دے ، اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے ، اور ان پر اپنا عذاب اور سزا بھیج دے ، اے الہ الحق "

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے ، اور اس کے بعد حسب استطاعت عام مسلمانوں کی خیر وبھلائی کے لیے دعا مانگے ، اور پھر مومنوں کی بخشش کے لیے دعا کرے .

راوی کہتے ہیں :

اور جب کفار پر لعنت ، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور مومنوں اور مومنات کے لیے استغفار اور دعائے خیر سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات کہتے :

"اللھم إیاک نعبد ، ولک نصلی ونسجد ، وإلیک نسعی ونحفد ، ونرجو رحمتک ربنا ، ونخاف عذابک الجد ، إن عذابک لمن عادیت ملحق "

اے اللہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نمازادا کرتے اور تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں، اور تیری طرف ہی کوشش کرتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں، اور اے ہمارے رب ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے یقینی عذاب سے ڈرتے ہیں، بلاشبہ جو بھی تیرے ساتھ دشمنی رکھے گا تیرا عذاب اسے پہنچنے والا ہے"

پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے.

وتر کے آخر میں کیا کہا جائے :

17–سنت یہ ہے کہ وتر کے آخر میں (سلام سے پہلے یا سلام پھیر کر) درج ذیل کلمات کہے :

"اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك من عقوبتك، وأعوذ بك منك، لا أحصي ثناء عليك، أنت كما اثنيت على نفسك"

اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہے، اور تیرے عقاب و سزا سے تیری عافیت کی طرف آتا ہوں، اور تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں، میں تیری ثناء کو شمار ہی نہیں کر سکتا، جس طرح تونے اپنی ثناء خود کی ہے"

18–اور جب وتر سے سلام پھیرے تو یہ کلمات تین بار کہے :

"سبحان الملك القدوس، سبحان الملك القدوس، سبحان الملك القدوس"

اور تیسری بار اسے بلند آواز سے کہے.

وتروں کے بعد دو رکعات :

19–اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ (وتروں کے بعد اگر چاہے تو) دو رکعات ادا کر لے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دو رکعات فعلا ثابت ہیں، بلکہ ..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"یقینا یہ سفر جہد و مشقت ہے، اور اگر تم میں سے کوئی وتر ادا کر چکے تو وہ دو رکعات ادا کرے، اگر وہ بیدار ہوا تو ٹھیک وگرنہ یہ دو رکعت اس کے لیے ہونگی".

20–سنت یہ ہے کہ وہ ان دو رکعات میں .{اذا زلزلت الارض}. اور .{قل یا ایھا الکافرون}. کی تلاوت کرے.

واللہ اعلم.